از عدالتِ عظمیٰ

بودولہ کرشنایہ ودیگر

بنام

سٹیٹ آ الیکشن کمشنر اے پی ودیگراں

تاریخ فیصلہ:20مارچ1996

[کے راماسوامی، ایس پی بھروچااور کے ایس پریپورنن، جسٹس صاحبان]

آندھراپردیش پنچایتی راج ایکٹ،1994: دفعہ33۔

آندھراپردیش پنچایت راج الیکشن ٹریبونل گرام پنچایت منڈل پریشد اور ضلع پریشد قواعد،1994 کے حوالے سے: قواعد2(1)(2)اور12(d)(iii)۔

آئین ہند،1950: آرٹیکل243(0)۔

انتخابی عمل—مداخلت کرنے کاعدالت کا اختیار—گرام پنچایت انتخابات—انتخابی قواعد کا مسودہ—94افراد کے نام حذف کرنا—رٹ—انتخابات سے ایک دن پہلے عدالت عالیہ کا عبوری حکم—عبوری حکم نامے میں ہدایت کی گئی ہے کہ94افراد انتخابات میں حصہ لیں لیکن انتخابات کی تاریخ پر وہ اپنے حق رائے دہی کا استعمال نہیں کر سکیں—حق رائے دہی کے استعمال کے لیے ہدایات طلب—انتخابات کے نتائج کا اعلان نہ کرنے کاعدالت عالیہ کا عبوری حکم—عدالت عالیہ نے ریونیو ڈویژنل آفیسر کو بھی تحقیقات کرنے کی ہدایت کی—یہ معلوم کرنا کہ 20 افراد فہرست رائے دہندگان میں شامل ہونے کے اہل تھے—عدالت عالیہ نے ہدایت دی کہ اہل پائے جانے والے20 افراد کوانتخابات ختم ہونے پر الگ سے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرنا چاہیے—عدالت عالیہ کے حکم کے خلاف اپیل—قرار پایا کہ،عدالت عالیہ کا حکم انتخابات کے نتائج کا اعلان نہ کرنے یا20افراد کے لیے نئے سرے سے انتخابات کرانے کی ہدایت دینے میں قانونی طور پر درست نہیں تھا،حالانکہ

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رٹ پٹیشن قابل قبول تھی—عدالت عالیہ، زیر التواء رٹ پٹیشن، انتخابی عمل کو روکنے کی ہدایت جاری کرنے میں جائز نہیں تھی۔

میگھراج کوٹھاری بنام حد بندی کمیشن، [1967] 1 ایس سی آر 400 = اے آئی آر (1967) ایس سی 669، حوالہ دیا گیا۔

این پی پنوسوامی بنام ریٹرننگ آفیسر، نمکل حلقہ ودیگراں، [1952] ایس سی آر 218؛ لکشمی چرن سین ودیگراں وغیرہ بنام اے کے ایم حسن عزمان ودیگراں وغیرہ، [1985] ضمنی 1 ایس سی آر 493 اور ریاست یوپی ودیگراں بنام پردھان، سنگھ شیتر سمیتی ودیگراں، [1995] ضمنی ایس سی سی 305، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 5283-84، سال 1996۔

آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے رٹ پٹیشن متفرقہ پی نمبر 16901/95، W.V.M.P نمبر 2478، ڈبلیو پی میں نمبر 13830، W.P.M.P نمبر 16901, سال 1995 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے پی پی راؤ، ایل ناگیشور راؤ، ومل دیو، ایم نارائن راؤ اور بی راجیشور راؤ۔

جواب دہندگان کے لیے ایم ایم ریڈی، ڈی پرکاش ریڈی، کے رام کمار، بالا سبرامنیم اور مس ایس اوشا ریڈی۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔ ہم نے دونوں طرف کے وکلاء کو سنا ہے۔

یہ تنازعہ آندھرا پردیش کے نلگونڈا ضلع کی گرام پنچایت کے انتخابات سے متعلق ہے۔ آندھرا پردیش پنچایت راج ایکٹ، (نمبر 13، سال 1994) 1994 (مختصر طور پر 'ایکٹ') کے تحت گرام پنچایت کے انتخابات کرانے کے لیے 7 جون 1995 کو نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تھا۔ گرام پنچایت کی انتخابی فہرستوں کو انتخابات سے 30 دن پہلے حتمی شکل دینا ضروری تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجاز اتھارٹی کی طرف سے تیار کردہ ڈرافٹ رول میں تقریباً 94 افراد کے نام ان کی جگہ تلاش کرتے ہیں لیکن بعد میں ان کے نام حذف کر دیے گئے۔ نتیجتاً، انہوں نے اس معاملے میں مدعاعلیہ

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نمبر 6-42 سمیت عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن نمبر 95/3060 دائر کیا۔ انتخابات ہوئے اور 27 جون 1995 کو ہوئے۔ 26 جون 1995 کے ایک حکم کے ذریعے عدالت عالیہ نے ایک عبوری حکم کے ذریعے 94 افراد کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دینے کی ہدایت کی لیکن انتخابات کی تاریخ پر وہ اپنے حق رائے دہی کا استعمال نہیں کر سکے۔ اس کے بعد، ڈبلیو پی ایم پی نمبر 95/16901 میں مدعا علیہ نمبر 6-42 نے انہیں اپنے حق رائے دہی کے استعمال کی اجازت دینے کی ہدایت طلب کی۔ 6 جولائی 1995 کے ایک عبوری حکم نامے کے ذریعے عدالت عالیہ کی جانب سے گرام پنچایت کے انتخاب کے نتائج کا اعلان نہ کرنے کی ہدایت جاری کی گئی تھی۔ اپیل کنندہ اور پروفارما مدعا علیہ نمبر 43 نے 6 جولائی 1995 کو عدالت عالیہ کی طرف سے جاری کردہ ہدایت کو خالی کرنے کے لیے ڈبلیو وی ایم پی نمبر 95/2478 دائر کیا۔ 8 نومبر 1995 کو عدالت عالیہ نے ریونیو ڈویژنل آفیسر (آر ڈی او) نلگونڈا کو مدعا علیہ نمبر 6-42 کے دعووں کی جانچ پڑتال کرنے اور یہ معلوم کرنے کی ہدایت کی کہ آیا وہ گاؤں میں رہ رہے ہیں۔ 2 دسمبر 1995 کی کارروائی کے ذریعے، آر ڈی او نے پایا کہ صرف 20 افراد فہرست رائے دہندگان میں شامل ہونے کے اہل تھے کیونکہ جانچ کے دوران وہ گاؤں میں رہتے پائے گئے تھے۔ ان حقائق پر، عدالت عالیہ نے 22 دسمبر 1995 کے متنازعہ حکم کے ذریعے ہدایت دی کہ مدعا علیہ نمبر 42-6 میں سے 20 افراد، جو ووٹ ڈالنے کے اہل پائے گئے تھے، انہیں انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ اس طرح، خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں۔

واحد سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ ان 20 افراد کو حصہ لینے کی ہدایت دینے میں جائز ہوگی جو انتخابات ختم ہونے کے بعد الگ سے اپنے حق رائے دہی کے استعمال کے لیے ووٹ دینے کے اہل پائے گئے ہیں۔ اپیل گزار کی طرف سے پیش ہوئے سینئر وکیل شری پی پی راؤ نے دلیل دی کہ آئین کے آرٹیکل 243(0) کے نفاذ کے ذریعے ایک بار انتخابی عمل شروع ہونے کے بعد عدالت عالیہ نے 20 افراد کو انتخابات میں حصہ لینے کی ہدایت دینا جائز نہیں تھا۔ مناسب علاج انتخابی درخواست کے ذریعے ہوگا۔ ایکٹ، اس کے تحت بنائے گئے قواعد اور آرٹیکل 243(0) کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ گرام پنچایت کے لیے انتخابی عمل، ایک بار شروع ہونے کے بعد، اس عمل کا اختتام انتخابات کے نتائج کے اعلان میں ہونا چاہیے اور انتخابات کے انعقاد سے متعلق کوئی بھی تنازعہ انتخابی تنازعہ کا موضوع ہوگا اور اس سے مناسب ٹریبونل قانون کے مطابق نمٹے گا۔ عدالت عالیہ، اس لیے، مذکورہ ہدایت دینے میں جائز نہیں تھی، جواب دہندگان کی طرف سے پیش سینئر وکیل، شری کے مادھو

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ریڈی نے دعوی کیا کہ جواب دہندگان نے انتخابی عمل سے بہت پہلے جنوری 1995 میں رٹ پٹیشن دائر کی تھی جس میں مسودہ انتخابی فہرستوں سے ان کے ناموں کو حذف کرنے پر سوال اٹھایا گیا تھا۔ یہ ایک حقیقت کے طور پر پایا جاتا ہے کہ اگرچہ ان کے نام انتخابی فہرستوں کے مسودے میں نظر آرہے تھے، لیکن گاؤں نارائن پور کے باشندوں کو موقع دیے بغیر انہیں حذف کر دیا گیا۔ جانچ میں 20 اہل افراد کے نام پائے گئے اور پھر بھی انہیں حق رائے دہی کے استعمال سے انکار کر دیا گیا جب عدالت عالیہ نے 26 جون 1995 کو رٹ پٹیشن نمبر 95/3060 میں حکم منظور کیا جسے حتمی بننے کی اجازت دی گئی۔ انہیں انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دینے کی ہدایت انہیں اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرنے سے روک کر مایوس کر دی گئی جو عدالت کے حکم کے تحت ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن میں ہدایت دینا جائز قرار دیا۔ یہ بھی دعوی کیا جاتا ہے کہ عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن زیر التوا رکھتے ہوئے ہدایت دی اور یہ صوابدیدی ہونے کی وجہ سے یہ عدالت آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت حکم میں مداخلت کرنے میں سست روی کا مظاہرہ کرے گی۔

متعلقہ تنازعات پر ہماری بے چینی سے غور کرنے کے بعد جو سوال ہمارے غور و فکر کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ ہدایت دینے میں جائز ہوگی، سب سے پہلے، کہ مدعا علیہ نمبر 42-6، خاص طور پر 20 افراد کو، انتخابی عمل مکمل ہونے کے بعد انتخابات کے عمل میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے اور اس کے نتیجے میں کیا عدالت عالیہ انتخابی عمل میں مداخلت کرنے کا جواز پیش کرے گی۔

ایکٹ کے دفعہ 33 میں یہ تصور کیا گیا ہے کہ اس ایکٹ کے تحت ہونے والے کسی بھی انتخاب پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا سوائے اس کے کہ اس طرح کے قواعد کے مطابق اس طرح کے اتھارٹی کو پیش کی جانے والی انتخابی درخواست کے ذریعے۔ ایکٹ کے تحت قاعدہ سازی کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، گرام پنچایتوں، منڈل پریشد اور ضلع پریشد کے قواعد، 1994 (مختصر طور پر، 'قواعد') کے حوالے سے آندھرا پردیش پنچایت راج الیکشن ٹریبونل بنائے گئے تھے۔ قاعدہ 2(1) کے تحت، جیسا کہ دوسری صورت میں فراہم کیا گیا ہے، قانون کے تحت منعقد ہونے والے کسی بھی انتخاب، چاہے وہ کسی رکن، گرام پنچایت کے سرپنچ یا اپا سرپنچ، منڈل پریشد کے صدر (اور نائب صدر) اور منڈل پریشد کے علاقائی حلقوں کے رکن اور ضلع پریشد کے چیئرمین (نائب چیئرمین) اور ضلع پریشد کے علاقائی حلقوں کے اراکین، پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا، سوائے اس کے کہ کسی امیدوار یا ووٹر

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے ذریعے ذیلی قاعدہ (2) میں بیان کردہ قواعد کے مطابق الیکشن ٹریبونلوں میں پیش کی گئی انتخابی پٹیشن کے ذریعے۔ جس کا باضابطہ طور پر منتخب ہونے کا اعلان کیا گیا ہو (جسے اس کے بعد واپس آنے والا امیدوار کہا جاتا ہے) یا اگر ایسے تمام یا کسی امیدوار کے خلاف دو یا زیادہ واپس آنے والے امیدوار ہوں۔

قواعد کا قاعدہ 12(d) (iii) انتخابات کو الگ کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"اگر الیکشن ٹریبونل کی رائے میں، انتخابات کا نتیجہ، جہاں تک اس کا تعلق واپس لوٹے ہوئے امیدوار سے ہے، مادی طور پر متاثر ہوا ہے، کسی بھی نامناسب استقبالیہ انکار یا کسی ووٹ کے خارج ہونے، یا کسی ایسے استقبال سے جو کالعدم ہے، الیکشن ٹریبونل واپس لوٹے ہوئے امیدوار کے انتخاب کو کالعدم قرار دے گا۔"

آئین کے آرٹیکل 243(0) میں انتخابی معاملات میں عدالتوں کی مداخلت پر پابندی کا تصور کیا گیا ہے۔ آئین میں کسی بھی چیز کے باوجود، ذیلی شق (b) کے تحت "کسی بھی پنچایت کے انتخاب پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا سوائے اس کے کہ اس طرح کے اختیار کو پیش کی گئی انتخابی درخواست کے ذریعے اور اس طریقے سے جو کسی ریاست کی قانون سازیہ کے ذریعے بنائے گئے کسی قانون کے ذریعے یا اس کے تحت فراہم کیا گیا ہو۔" اس طرح انتخابی عمل میں مداخلت پر ایک آئینی پابندی ہے سوائے ایک انتخابی پٹیشن کے جسے الیکشن ٹریبونل میں پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ مجاز قانون سازیہ کے ذریعہ یا قانون کے تحت اور اس کے تحت فراہم کردہ انداز میں کیا جا سکتا ہے۔ انتخابی عمل پر روک لگانے کا عدالت کا اختیار اب مربوط نہیں ہے۔

این پی پنوسوامی بنام ریٹرننگ آفیسر، نمکل حلقہ و دیگراں، [1952] ایس سی آر 218 میں اس عدالت کی ایک آئینی بنچ نے فیصلہ دیا تھا کہ جمہوری ممالک میں قانون سازوں کو انجام دینے والے اہم کاموں کو مد نظر رکھتے ہوئے، یہ ہمیشہ اولین اہمیت کا حامل معاملہ تسلیم کیا گیا ہے کہ انتخابات مقررہ وقت کے مطابق جلد از جلد مکمل کیے جائیں اور تمام متنازعہ معاملات اور انتخابات سے پیدا ہونے والے تمام تنازعات کو انتخابات ختم ہونے تک ملتوی کر دیا جائے تاکہ انتخابی کارروائی غیر ضروری طور پر سست یا طویل نہ ہو۔ اس اصول کے مطابق، انتخابی قانون کی اسکیم یہ ہے کہ کسی بھی ایسی چیز کو کوئی اہمیت نہیں دی جانی چاہیے جو "انتخابات" کو متاثر نہ کرے؛ اور اگر اس کے جاری

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رہنے کے دوران کوئی بے ضابطگیاں کی گئیں ہیں اور وہ اس زمرے یا طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جس کے تحت قانون کے تحت انتخابات ہوتے ہیں، تو اس سے "انتخاب" کو خراب کرنے کا اثر پڑے گا اور متاثرہ شخص کو اس پر سوال اٹھانے کے قابل بنائے گا؛ انہیں انتخابی درخواست کے ذریعے خصوصی ٹریبونل کے سامنے لایا جانا چاہیے اور جب انتخابات جاری ہوں تو اسے کسی عدالت کے سامنے تنازعہ کا موضوع نہیں بنایا جانا چاہیے۔

یہی اصول لکشمی چرن سین ودیگراں وغیرہ بنام اے کے ایم حسن عزمان ودیگراں وغیرہ، [1985] ضمنی 1 ایس سی آر 493 میں بیان کیا گیا تھا۔ اس معاملے میں جہاں انتخابی عمل شروع کیا گیا تھا، عدالت عالیہ نے ریاستی قانون سازیہ کے انتخاب کی مزید کارروائی کا عبوری حکم نامہ جاری کیا۔ اس عدالت کے ایک آئینی بنچ نے اس طرح فیصلہ دیا تھا:

"عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن پر غور کرنے اور اس پر قاعدہ نسی جاری کرنے میں اپنے دائرہ اختیار کے اندر کام کیا، کیونکہ پٹیشن میں انتخابی قوانین کے اختیارات پر سوال اٹھایا گیا تھا۔ لیکن، 12 فروری اور 19 فروری 1982 کے عبوری احکامات کو منظور کرنے اور 25 فروری 1982 کے اپنے فیصلے کے ذریعے ان احکامات کی تصدیق کرنا جائز نہیں تھا۔ سب سے پہلے، عدالت عالیہ کے پاس ان احکامات کی منظوری کی ضمانت دینے کے لیے کوئی مواد نہیں تھا۔ رٹ پٹیشن میں لگائے گئے الزامات مبہم اور عمومی نوعیت کے ہیں، جس کی بنیاد پر کوئی راحت نہیں دی جا سکی۔ دوسرا، اگرچہ عدالت عالیہ کے پاس رٹ پٹیشن پر غور کرنے اور اس میں مناسب ہدایات جاری کرنے کے لیے دائرہ اختیار کی کمی نہیں تھی، لیکن آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کسی بھی عدالت عالیہ کو کوئی ایسا حکم، عبوری یا بصورت دیگر، منظور نہیں کرنا چاہیے، جس میں انتخابات کو ملتوی کرنے کا رجحان یا اثر ہو، جو معقول طور پر قریب ہے اور جس کے سلسلے میں اس کا رٹ دائرہ اختیار استعمال کیا جاتا ہے۔

عدالت عالیہان کو آرٹیکل 226 کے تحت کام کرنے کے اپنے اختیار پر خود ساختہ حد کا مشاہدہ کرنا چاہیے، ایسے احکامات یا ہدایات دینے سے انکار کرنا چاہیے جن کے نتیجے میں لامحالہ قانون ساز اداروں کے انتخابات غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو جائیں گے، جو ہمارے آئین کی جمہوری بنیاد اور کام کاج کا جوہر ہیں۔ اس حد کا مشاہدہ اس حقیقت سے قطع نظر کیا جانا چاہیے کہ آیا انتخابی فہرستوں کی تیاری اور اشاعت آئین کے آرٹیکل 329(b) کے معنی میں 'انتخاب' کے عمل کا حصہ ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

صفحہ 497 پر مزید کہا گیا کہ:

"یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ انتخابی فہرستوں کی تیاری اور اشاعت آرٹیکل 329(b) کے تحت 'انتخاب' کے عمل کا حصہ نہیں ہے، عدالت عالیہ کو متنازعہ عبوری احکامات جاری نہیں کرنے چاہیے تھے، جن کے ذریعے اس نے نہ صرف انتخابی عمل پر کنٹرول حاصل کر لیا بلکہ اس کے نتیجے میں قانون ساز اسمبلی کے انتخابات غیر معینہ مدت تک ملتوی ہونے کے خطرے سے دوچار ہو گئے۔"

اسی اصول کا اعادہ اس وقت کیا گیا جب گرام پنچایت کے انتخابات کو ریاست یوپی و دیگراں بنام پردھان، سنگھ شیتر سمیتی و دیگراں، [1995] ضمنی 2 ایس سی سی 305 331 پر روکنے کی کوشش کی گئی۔ عدالت نے اس طرح مشاہدہ کیا:

"عدالت عالیہ کے نقطہ نظر میں جو بات زیادہ قابل اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ آئین کے آرٹیکل 243(0) کی شق (a) انتخابی معاملات میں عدالتوں کی مداخلت پر پابندی عائد کرتی ہے جس میں حلقوں کی حد بندی یا آرٹیکل K-243 کے تحت بنائے گئے یا مبینہ طور پر بنائے جانے والے ایسے حلقوں میں نشستوں کی فراہمی اور کسی پنچایت کے انتخاب سے متعلق کسی بھی قانون کی صداقت پر سوال اٹھانا شامل ہے، لیکن عدالت عالیہ نے حلقوں کی حد بندی کے جواز اور انہیں نشستوں کی فراہمی کے سوال پر غور کیا ہے۔ ہم، اس سلسلے میں، میگھراج کوٹھاری بنام حد بندی کمیشن، [1967] 1 ایس سی آر 400 = اے آئی آر (1967) ایس سی 669 میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ اس صورت میں، حد بندی کمیشن کا ایک نوٹیفکیشن جس کے تحت ایک شہر جو عام انتخابی حلقہ تھا، کو درج فہرست ذاتوں کے لیے مخصوص کے طور پر نوٹیفائی کیا گیا تھا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ متنازعہ نوٹیفکیشن حلقوں کی حد بندی یا آئین کے آرٹیکل 327 کے تحت بنائے گئے ایسے حلقوں میں نشستوں کی فراہمی سے متعلق ایک قانون ہے، اور یہ کہ حد بندی کمیشن ایکٹ کے دفعہ 8 اور 9 کے معائنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں زیر بحث معاملات کسی بھی عدالت کی جانچ پڑتال کے تابع نہیں تھے۔ اس طرح کے التزام کی ایک بہت اچھی وجہ تھی کیونکہ اگر دفعہ 8 اور 9 کے تحت دیے گئے احکامات کو حتمی نہیں سمجھا جاتا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی بھی رائے دہندہ، اگر چاہے تو، عدالت سے عدالت میں حلقوں کی حد بندی پر سوال اٹھاتے ہوئے غیر معینہ مدت تک انتخابات کرا سکتا ہے۔ اگرچہ حد بندی کمیشن ایکٹ کے دفعہ 8 یا دفعہ 9 کے تحت اور اس ایکٹ کے دفعہ 10(4) کے تحت شائع ہونے والا حکم اس طرح کے حکم کو اسی حیثیت میں رکھتا ہے جو پارلیمنٹ نے خود بنایا تھا جو

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

صرف آرٹیکل 327 کے تحت بنایا جاسکتا تھا۔ اگر ہم آرٹیکل 327 کی جگہ آرٹیکلوں C243، K243 اور O243 پڑھیں اور حد بندی ایکٹ 1950 کے دفعہ 8 اور 9 کی جگہ ایکٹ کے دفعہ 2(kk)، F11 اور BB12 کو دیکھیں، تو یہ واضح ہو جائے گا کہ نہ تو پنچایت علاقے کی حد بندی اور نہ ہی ان علاقوں میں حلقوں کی حد بندی اور حلقوں کو نشستوں کی فراہمی کو چیلنج کیا جاسکتا تھا، اور نہ ہی عدالت اس چیلنج کو قبول کر سکتی تھی، سوائے اس بنیاد کے کہ حد بندی سے پہلے اعتراضات طلب نہیں کیے گئے اور نہ ہی کوئی سماعت دی گئی۔ انتخابات کے انعقاد کا نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد بھی اس چیلنج پر غور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ عدالت عالیہ نے نہ صرف چیلنج پر غور کیا بلکہ مبینہ شکایت کی خوبیوں پر بھی غور کیا حالانکہ چیلنج 31-8-1994 پر انتخابات کا نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد کیا گیا تھا۔

اس طرح، یہ واضح ہو جائے گا کہ ایک بار انتخابی عمل شروع ہو جانے کے بعد، اگرچہ عدالت عالیہ کسی رٹ پٹیشن پر غور کر سکتی ہے یا پہلے ہی اس پر غور کر چکی ہو، لیکن انتخابی عمل میں مداخلت کرنا جائز نہیں ہو گا جس میں انتخابی افسر کو کارروائی روکنے یا انتخابی عمل کو نئے سرے سے چلانے کی ہدایت دی جائے، خاص طور پر جب انتخابات پہلے ہی ہو چکے ہوں جس میں ووٹرز کو مبینہ طور پر اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرنے سے روکا گیا ہو۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے، یہ تنازعہ انتخابی تنازعہ کا احاطہ کرتا ہے اور اس طرح اس کے ازالے کے لیے قانون میں علاج دستیاب ہے۔

ان حالات میں، ہم یہ مانتے ہیں کہ عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کردہ حکم انتخابات کے نتائج کا اعلان نہ کرنے یا 20 افراد کے لیے نئے سرے سے انتخابات کرانے کی ہدایت دینے میں قانونی طور پر درست نہیں ہے، حالانکہ رٹ پٹیشن قابل قبول ہے۔ عدالت عالیہ، زیر التواء رٹ پٹیشن، انتخابی عمل کو روکنے کی ہدایت جاری کرنے میں جائز نہیں ہو گی۔ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اگرچہ ہم نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ جواب دہندگان عبوری حکم کے ذریعے راحت کے حقدار نہیں ہیں، لیکن یہ حکم شکست خوردہ امیدوار سمیت کسی بھی امیدوار کو انتخابات کی درستگی کے لیے مہم چلانے سے نہیں روکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، وہ قانون اور قواعد میں فراہم کردہ انتخابی درخواست کے ذریعے دادرسائی طلب کرنے کے لیے آزاد ہیں۔

اپیلوں کی اجازت اسی کے مطابق ہے، لیکن حالات میں، بغیر کسی اخراجات کے۔

اپیلیں منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document